شاہد حسین رزاقی

تاثرات

شمالی نائیجیریا کے وزیراعظم الحاج سر احمدو بیلو سوکوتو کے سر دونہ اور نائیجیریا کے ایک اہم ترین سیاسی رہنما ہیں۔ آبادی کے اعتبار سے نائیجیریا افریقہ کا سب سے بڑا ملک ہے اور سر احمدو اس ملک کی سب سے بڑی جماعت نادرن پیپلز کانگریس کے صدر ہیں اور اسی جماعت کے نائب صدر الحاج ابوبکر تفادا ابہلیوا نائیجیریا کی وفاقی حکومت کے وزیراعظم ہیں۔ الحاج احمدو اپنے چند وزیروں کے ساتھ پاکستان آئے تھے۔ یہاں انھوں نے جس اسلامی اخوت کا ثبوت دیا اور پاکستان اور مسئلہ کشمیر کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ افریقہ کے نو آزاد شدہ مسلمان اپنی دینی اور ملی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کرتے ہیں۔

الحاج احمدو بیلو نے اس سلسلہ میں کئی مسلم ممالک کا دورہ کیا اور ان کے اس دورہ کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ اسلامی ممالک کی ایک مشترکہ تنظیم قائم کرنے کے بارے میں مسلم ممالک کے سربراہوں سے تبادلۂ خیال کیا جائے۔ چنانچہ کراچی پہنچ کر سر احمدو نے مسلم ممالک کا ایک عہد یہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی اور صدر پاکستان سے اس مسئلہ پر بات چیت کے بعد یہ بیان دیا کہ صدر محمد ایوب خاں مسلم سربراہوں کی ایک کانفرنس طلب کرنے کی تجویز سے متفق ہیں تاکہ اس کانفرنس میں مسلم ممالک کی مشترکہ تنظیم قائم کرنے کے مسئلہ پر غور کیا جاسکے۔ سر احمدو نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس قسم کی کانفرنس مکہ معظمہ میں طلب کی جائے۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ اس مسئلہ پر شاہ سعود سے بات چیت کر چکے ہیں اور دوسرے مسلمان سربراہوں سے بھی تبادلۂ خیال کریں گے۔ چنانچہ سر احمدو نے اپنے اس دورہ میں مختلف ممالک کے حکمرانوں سے اس مسئلہ پر گفتگو کی اور انھوں نے کانفرنس کے انعقاد کے

مشترکہ تنظیم کے قیام کی تجاویز سے اتفاق کیا۔

ممالکِ اسلامیہ کی مشترکہ تنظیم قائم کرنے کا خیال ایک مدت سے مسلمانوں کے ذہن میں موجود ہے اور مسلمان مفکروں اور رہنماؤں نے بارہا اس کا اظہار بھی کیا۔ لیکن اس کو اب تک عملی شکل نہ دی جا سکی۔ موجودہ زمانہ میں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کی بقا و استحکام کے لیے ان کی متحدہ تنظیم کا قیام بہت ضروری ہے۔ مسلم ممالک اپنے محلِ وقوع، قدرتی وسائل اور آبادی ہر اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں اور اگر وہ اپنی منتشر طاقت کو متحد و منظم کر لیں تو وہ دنیا کی ایک عظیم ترین قوت بن سکتے ہیں۔ اور عالمی سیاست میں جمہوری اور اشتراکی بلاکوں کی طرح اسلامی بلاک بھی بڑی اہمیت حاصل کر سکتا ہے۔ عالمی سیاست کے موجودہ رجحانات نے مسلم ممالک کے سربراہوں کو بھی عالمِ اسلامی کی مشترکہ تنظیم قائم کرنے پر متوجہ کر دیا ہے اور اس ضمن میں مختلف تجاویز سامنے آنے لگی ہیں۔ صدر محمد ایوب خاں اسلامی ممالک کے اتحاد کی ضرورت کو بخوبی محسوس کرتے ہیں، اور سعودی عرب، عرب جمہوریہ اور انڈونیشیا کے دوروں میں بھی انہوں نے اس کی اہمیت پوری طرح واضح کر کے ان ملکوں کو بھی اس طرف متوجہ کیا تھا۔ صدر ایوب نے اسلامی ممالک کی ایک ایسی دولتِ مشترکہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی ہے جس کے شرکاء باہم مربوط و متحد ہوں لیکن ان کے لیے شرائط بہت سخت نہ ہوں۔ ملایا کے وزیرِ اعظم تنکو عبدالرحمٰن جب برطانوی دولتِ مشترکہ کی کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گئے تھے تو انھوں نے اس ادارہ کے مماثل مسلم ممالک کی دولتِ مشترکہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی تھی اور اس مسئلہ پر صدر پاکستان اور نائیجیریا کے وزیرِ اعظم سے تبادلۂ خیال کیا تھا۔

حج کے موقع پر شاہ سعود نے اس سلسلہ میں ایک اہم قدم اٹھایا اور ایشیا و افریقہ کے ممتاز افراد سے ملاقات کر کے مسلم ممالک کے درمیان سیاسی اور ثقافتی اتحاد پیدا کرنے کے لیے ایک مشترکہ تنظیم کے قیام پر زور دیا اور کہا کہ ان کی اس تجویز کو صدر پاکستان اور سلطان مراکش کی تائید بھی حاصل ہے۔ شاہ سعود نے اس خیال کا اظہار کیا کہ مسلم ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس طلب کی جائے تاکہ تمام ممالک کے اہم مسائل پر غور کر کے اس تنظیم کی نوعیت کے بارے میں فیصلہ کیا جا سکے۔ اس سلسلہ میں جو اعلامیہ جاری کیا گیا

تھا اس پر سینیگال کے صدر، نائیجیریا کے صدر، کامرون کے نائب صدر، گینی کے وزیر داخلہ، انڈونیشیا کے وزیر مذہبی امور اور ملایا کے نمائندے نے بھی دستخط کیے تھے۔ شاہ سعود کو اس مسئلہ سے اس قدر دلچسپی ہے کہ انھوں نے سرکاری طور پر یہ تحریک شروع کر دی کہ اسلامی مملکتوں کی ایک مشترکہ تنظیم قائم کی جائے تاکہ دنیائے اسلام خلائی دور کے مسائل و مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے متحد ہو جائے۔ بعض عرب رہنماؤں کا یہ خیال ہے کہ مسلم ممالک کو ایک مسلم بلاک کی شکل میں متحد کر دیا جائے تاکہ وہ بڑے ممالک کی کشمکش کا میدان بننے کے بجائے خود ایک بڑی طاقت بن جائیں۔

مسلم ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس طلب کرنے کی تجویز سے صدر محمد ایوب خاں، صدر ناصر، شاہ سعود، شاہ حسین، سلطان حسن اور دوسرے مقتدر سربراہان مملکت متفق ہیں۔ اور اس کانفرنس کا انعقاد ہی اس ضمن میں پہلا موثر عملی اقدام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مسلم ممالک ایشیا اور افریقہ کے بہت بڑے حصوں پر مشتمل ہیں۔ اور نہایت وسیع علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کے مسائل کی نوعیت بھی اس قدر مختلف ہے کہ ان کو سخت شرائط کا پابند بنا کر متحد کر دینا عملاً ناممکن ہے۔ ان سب کو ایک تنظیم کی شکل میں مربوط کر کے ان میں تعاون و اتحاد قائم کرنا نہایت ضروری ہے لیکن اس تنظیم کی نوعیت کیا ہو اور وہ کن اصول و شرائط پر مبنی ہو، اس کا تعین اسی وقت ہو سکتا ہے جب تمام مسلم ممالک کے سربراہ مل جل کر اس پر غور کریں اور مختلف ممالک کے مسائل کو پیش نظر رکھ کر تعاون و اتحاد کے تمام امکانات کا جائزہ لیں۔ اس طرح پورے غور و فکر کے بعد اسلامی ممالک کی جو مشترکہ تنظیم قائم ہو گی وہ عملی طور پر بھی کامیاب ہو گی اور حصول مقصد کے لیے ایک موثر طاقت بن جائے گی۔